۵۹

درس القرآن سننے والے اس سے فائدہ بھی اٹھائیں

(فرمودہ ۳۱/ اگست ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو آئندہ ہفتہ میں قرآن کریم کا درس جو اس ماہ میں شروع ہوا تھا ختم ہو جائے گا۔ ہماری جماعت کے سینکڑوں دوست مختلف اوقات میں اور مختلف مقامات سے اس میں شمولیت کی غرض سے قادیان آئے۔ ایک جماعت تو ایسی ہے جو مستقل طور پر یہاں رہی ہے تاکہ پورا درس سنے اور فائدہ اٹھائے اور کچھ دوست ایسے تھے جو پوری فرصت تو نہیں نکال سکے اور چند دن بعد آکر شامل ہوئے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو شامل تو شروع میں ہو گئے تھے مگر انہیں دوران درس میں ہی جانا پڑا۔ بہرحال سینکڑوں کی تعداد میں دوست اس غرض سے باہر سے آئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے قرآن سننے اور سمجھنے کی محبت ہماری جماعت میں پیدا کر دی ہے۔ ان گرمی کے دنوں میں جب کہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا بھی سخت تکلیف دہ ہوتا ہے ایسی حالت میں آپ لوگ باوجود اس کے کہ آرام اور سہولت کے بہت کم سامان میسر تھے پیٹھ سے پیٹھ ملا کر اور پہلو سے پہلو لگا کر ہر روز ظہر سے شام تک بیٹھتے رہے۔ صرف نماز کے لئے درمیان میں وقفہ ہوتا۔ دنیا میں بہت سے جلسے ہوتے ہیں اور ایسے جلسوں میں تو جن میں دین کی باتیں بیان ہوتی ہیں لوگوں کے لئے جانا بھی دوبھر ہوتا ہے اور جا کر وہاں بیٹھنا تو اور بھی دوبھر ہوتا ہے۔

پچھلے سال میں شملہ میں تھا اور میں نے ان قومی لیڈروں کو دیکھا جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ رات دن قوم کے غم میں گھلے جا رہے ہیں۔ شملہ جیسے سرد مقام میں اور اسمبلی ہال میں جہاں ہر قسم کی سہولتیں اور ناشتہ وغیرہ کے انتظام کے ہوتے ہوئے اکثر غیر حاضر رہتے پھر جو

آتے وہ بار بار اٹھ کر باہر چلے جاتے وہاں اس وقت ایک شخص کا سوال نہ تھا بلکہ قوم کا سوال تھا اور قومی شیرازہ کے بکھرنے کے متعلق گفتگو تھی۔ اور اسے متحد کرنے کی تجویزیں تھیں لیکن باوجودیکہ لیڈر اپنے گھروں کو چھوڑ کر وہاں پہنچ چکے تھے مگر پھر بھی وہ لیڈر جو قوم کے غم میں گداز قرار دیئے جاتے تھے چند گھنٹہ وہاں نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ گویا وہ تکلیف ان کے لئے مالا یطاق تھی۔ بعض اوقات ایسے معاملات پیش ہوتے جن کا حل نہایت ضروری ہوتا مگر وہ یہ کہنا شروع کر دیتے کہ ہماری جائے قیام بہت دور ہیں دیر ہو گئی ہے اس لئے اسے کسی اور وقت پر ملتوی کر دیا جائے۔ بعض اوقات پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کی کمیٹیاں بنائی جاتیں۔ مگر ان میں بھی دو دو گھنٹے انتظار کرنا پڑتا کہ بعض ممبر ابھی نہیں آئے۔ لیکن ہماری جماعت کے لوگ کسی دنیوی غرض کے لئے نہیں، ملک کی قسمت کے فیصلہ کے لئے نہیں جس سے عزت کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، حکومت کے حصول کے لئے نہیں جس کا خیال ہی ہر انسان کے دل میں کئی قسم کے سبز باغ دکھاتا ہے بلکہ اس کتاب کے پڑھنے کے لئے جو خود بیان کرتی ہے کہ رسول کریم ﷺ قیامت کے دن خدا سے کہیں گے۔ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان ۳۱) اے میرے رب میری قوم نے اس لطیف اور اعلیٰ درجہ کی کتاب کو بالکل چھوڑ دیا ہاں اس چھوڑی ہوئی کتاب کے سمجھنے کے لئے ہماری جماعت کے لوگ شدید گرمی میں روزانہ کئی کئی گھنٹے بیٹھے اور نوٹ لکھتے رہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

یہ تکلیف جو آپ لوگوں نے ان دنوں میں اٹھائی میں اس میں اس حد تک تو شامل نہیں ہو سکا جس حد تک آپ لوگوں کو پہنچی کیونکہ میرے گرد اس قدر ہجوم نہ ہوتا تھا جیسا آپ لوگوں کے پاس ہوتا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے اس ثواب میں شامل کرنے کا ایک اور ذریعہ پیدا کر دیا۔ اور وہ یہ کہ میں پچھلے دنوں بہت بیمار رہا بخار اور اسہال کی شکایت تھی اور میں سمجھتا ہوں اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ کمی جو ہجوم میں بیٹھنے کی تکلیف سے رہ گئی تھی شاید میرے حق میں بیماری سے پوری کر دی ہو۔ بہرحال ہم سب نے نیک نیت اور نیک ارادہ سے قرآن کریم پڑھا اور پڑھایا۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ اس تکلیف کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ اس قسم کی تکلیف کی نظیر دنیا کی اور کسی قوم میں نہیں ملتی۔ ان لوگوں کو میں مستثنیٰ کرتا ہوں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہی یہ سمجھ رکھا ہے کہ الٹے لٹکے رہیں یا الاؤ میں بیٹھے رہیں انہوں نے اپنی زندگی کو ایک خاص وضع میں ڈھال رکھا ہوتا ہے اور وہ چونکہ اس کے عادی ہو جاتے

ہیں اس لئے تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ دوزخ میں بھی دوزخیوں کے چمڑے بدلے جائیں گے تاکہ انہیں عذاب کا احساس ہو تو ان لوگوں کا الاؤ میں بیٹھے رہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ خس کی ٹٹیوں کے اندر بیٹھنا۔ لیکن یہاں جو لوگ آئے ہیں وہ دوسری قسم کی زندگی کے عادی ہیں پس ان کے اس قدر تکلیف اٹھانے کے بعد اگر کچھ نتیجہ بر آمد نہ ہو تو ہم سے زیادہ بد قسمت کون ہو گا کہ تکلیف بھی اٹھائی اور فائدہ بھی کچھ نہ ہؤا۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ درس جب انہوں نے تکلیف اٹھا کر سنا ہے تو اس سے فائدہ بھی اٹھائیں اور وہ اس طرح کہ قرآن کریم کو دنیا تک پہنچائیں۔ قرآن دنیا میں غلافوں میں رکھنے یا جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نہیں آیا بلکہ اس لئے آیا ہے کہ منبروں پر سنایا جائے' مناروں پر اس کی منادی کی جائے اور بازاروں میں اس کا وعظ کیا جائے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ پڑھا جائے اور سنایا جائے' پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے' پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام پانی رکھا ہے اور پانی جب پہاڑوں پر گرتا ہے تو ان میں بھی غاریں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ نرم چیز ہے مگر گرتے گرتے سخت سے سخت پتھروں پر بھی نشان بنا دیتا ہے۔ اور اگر جسمانی پانی اس قدر اثر رکھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نازل کیا ہؤا روحانی پانی دلوں پر اثر نہ کرے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے بار بار سنایا جائے اور اپنے عمل سے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ دیوانہ وار نکلیں اور دنیا کو قرآن سے بہرہ ور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ بے شک آج دنیا خدا سے دور ہو رہی ہے' دین سے غافل ہے' قسم قسم کی بدیوں میں مبتلاء ہے' آج کل کا تمدن اور تہذیب قرآن کے خلاف ہیں' موجودہ طرز حکومت قرآن کے بتائے ہوئے طرز حکومت کے خلاف ہے' اس وقت لوگوں کے مشاغل اور عادات و اطوار قرآن کے خلاف ہیں ان حالات میں قرآن کو مان لینا بہت مشکل ہے مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ سوائے قرآن کے ان تمام مفاسد کا علاج بھی کوئی نہیں۔ اگر قرآن موجودہ زمانہ کے مفاسد کے علاج کے لئے کافی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور کوئی دوسری کتاب بھیج دیتا۔ اللہ تعالیٰ کسی کا دشمن نہیں جب اس نے مکہ کے رہنے والوں کے لئے' یروشلم کے یہودیوں اور فریسیوں کے لئے اور فرعون کے لئے ہدایت کا سامان کیا تو اس زمانہ کے لوگوں کو وہ کبھی بھلا نہیں سکتا تھا۔ وہ باوفا ہے اور ایسا باوفا ہے کہ جب لوگ اس سے بے وفائی کرتے ہیں تو رحم کرتا ہے' جب لوگ اس سے منہ پھیرتے ہیں تو وہ اس وقت یاد کرتا ہے' جب دنیا

اسے بھلاتی ہے تو وہ اسے بلاتا ہے اگر واقعہ میں قرآن کریم موجودہ مفاسد کا تسلی بخش علاج نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ ضرور کوئی دوسرا ہدایت نامہ بھیج دیتا۔ تمام دنیا کی نظریں ایک مامور کی آمد پر لگی ہوئی تھیں۔ وہ آیا اور چلا بھی گیا۔ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے اور وہ یہ کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی قیامت تک بدل نہیں سکتا۔ اس کی آمد سے قبل یہ خیال ہو سکتا تھا کہ شاید وہ کوئی اور ہدایت نامہ لے آئے لیکن اس کے بعد یہ خیال نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن کریم ہی سب ہدایات کا مجموعہ ہے اور جملہ بیماریوں کا علاج ہے۔ اب اور کسی کتاب کا خیال مجنونانہ خیال ہے۔ یہی کتاب ہے جس سے دنیا کے مفاسد کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور یہی سچا فیصلہ ہے۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق ایک روایت ہے معلوم نہیں کہاں تک سچ ہے مگر اس سے ہمیں ایک سبق ضرور ملتا ہے۔ لکھا ہے ایک صحابی آپؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرے بھائی کے پیٹ میں سخت درد ہے۔ آپ نے فرمایا جا اسے شہد پلا۔ وہ گیا اور پھر آکر یہی عرض کیا یا رسولؐ اللہ پلایا تھا مگر آرام نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا جا پھر شہد پلا۔ وہ پھر گیا اور پھر آکر یہی عرض کیا کہ آرام نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا اور شہد پلا خدا یقیناً سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے[1]۔ خدا تعالیٰ شہد کے متعلق فرماتا ہے۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (النحل ۷۰) اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ خدا کے فیصلہ کے مقابل میں ہمارا فیصلہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور یہ خدا کا فیصلہ ہے کہ قرآن ہی تمام مفاسد کا صحیح علاج ہے۔ اگر کوئی ناامید ہوتا ہے کہ فلاں قوم نہیں مانتی تو وہ غلطی پر ہے۔ اگر کوئی کسی کے متعلق شقاوت کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ بھی غلطی پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جماعت پھیلے گی اور بادشاہ بھی اس میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ تمام دنیا اس میں شامل ہو جائے گی اور صرف اِکّادُکّا لوگ چوہڑے چماروں کی طرح الگ رہ جائیں گے۔ اس تحریر کے بعد کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ دراصل ہماری طرف سے ہی تبلیغ اور سنانے میں سستی ہے۔

پس جن دوستوں نے درس سننے کے لئے تکلیف اٹھائی ہے وہ فائدہ بھی اٹھائیں اور عہد کریں کہ پوری تندہی سے تبلیغ میں مصروف ہو جائیں گے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ جرمنی کے لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اپنا تخت پیش کریں تو اسے کس قدر خوشی ہوگی۔ یا اگر کوئی کہے امریکہ والوں نے تمہیں اپنا بادشاہ بنانے کی تجویز کی ہے تو

وہ کس قدر خوش ہوگا۔ لیکن قرآن اس سے بڑھ کر تخت پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (الصّٰفّٰت : ۴۵) وہ ایسے بادشاہ نہیں بناتا جن پر ہر وقت یہ خوف طاری رہتا ہے کہ کب کوئی حریف حملہ کر دے بلکہ ایسے بادشاہ بناتا ہے جو بھائی بھائی کی طرح آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

پھر قرآن کے متعلق آتا ہے کہ جو اسے یاد کرے گا یا کرائے گا اسے قیامت کے دن تاج ملے گا یعنی اسے بادشاہ بنایا جائے گا۔ اگر دنیا کی چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کے لئے اس قدر خواہش کی جاتی ہے تو اس بادشاہت کے لئے جو خدا کی طرف سے عطا ہوگی اور جو لازوال ہوگی جس میں کوئی خطرہ نہیں اس کے لئے کتنی کوشش کرنی چاہئے۔

مجھے افسوس ہے کہ جماعت میں تبلیغ کا جوش ایسا نہیں جیسا ہونا چاہئے۔ بعض دوست تو ایسے ہیں جو دوسرے لوگوں سے ملتے ہی نہیں اور فرصت کے اوقات گھر میں بیٹھ کر بسر کر دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جو ملتے تو ہیں مگر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اور بعض اگر تبلیغ کرتے بھی ہیں تو اس جنون سے نہیں جس کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔ پس ایسا جنون پیدا کرو کہ ہر وقت تمہارے سامنے تبلیغ کا مقصد رہے۔ جب تک کسی قوم کے لوگوں کو مجنون کا خطاب نہ ملے وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ خطاب ہے جو سب نبیوں کو دیا گیا اور انبیاء کے سچے پیروؤں کو بھی تبلیغ میں وہی سرگرمی دکھانی چاہئے کہ لوگ انہیں مجنون کہنے لگ جائیں۔ پس ہماری جماعت کو بھی اس جنون سے تبلیغ کرنی چاہئے کہ اسلام کی فتح کا وہ زمانہ جس کے لئے ہم بیتاب ہیں اور جس کے لئے ہمارے آباء و اجداد بھی ترستے گئے ہیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

(الفضل ۷/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

[1] ترمذی ابواب الطب باب ماجاء فی العسل